روحانی بلوغت کی علامات

(The Symbols of spiritual Manhood)

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول روحانی بلوغت کی چودہ علامات درج زیل ہیں

(1) پہلی نشانی یہ ہے کہ آپ کا کوئی دشمن ہے اور آپ کو اس سے بدلہ لینے کی قوت حاصل ہوگی، غلبہ پالیا یا اس کا کوئی کام آپ کے ہاتھ اٹک گیا اس حالت میں پہنچ کر بدلہ نہ لینا اسے معاف کر دینا۔ اس کی مشکل کو دور کر دینا۔ اگر یہ حالت دائمی طور پر کسی کو مل جائے تو سمجھ لو کہ وہ روحانیت کے میدان میں داخل ہو چکا اور اسے سے اللہ عزوجل کے قرب کی ایک منزل مل چکی۔ شرط یہ ہے کہ یہ صفت اس کی طبیعت میں شامل ہو جائے نماز روزہ حج یہ روحانی بلوغت کی علامات نہیں۔ علامت غلبہ پا کر بھی دشمن کو معاف کر دینا اور بدلہ نہ لینا ہے۔ بعض لوگ اگر غلبہ نہ پائیں تو بددعائیں دینے لگ جاتے ہیں۔ اس کا کچھ نہ رہے وغیرہ یہ بچپن کی نشانیاں ہیں۔ نہ ہی زبان سے کچھ کہے اور نہ بدلہ لے بلکہ دل سے بھی معاف کر دے۔

(2) دوسری نشانی یہ ہے کہ غصہ پر قابو پالے۔ غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو پانا یہ روحانی بلوغت کی ایک اہم علامت ہے۔ غصہ آنا فطرتاً ہے۔ خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی غصہ آتا تھا۔ آپ کا مبارک چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔ غصہ تو ایک طاقت ہے۔ ذاتی طور پر نہ برا ہے اور نہ اچھا ہے۔ اس کا استعمال کہ آپ کرتے کیا ہیں۔ وہ اس کو اچھا یا برا بنائے گا۔ لہذا غصے کے باوجود دوسرے پر نرم ہو جانا روحانیت کی دوسری علامت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ نماز بھی پڑھے اور پھر گالی گلوچ بھی کرے۔ گھر بیوی کے ساتھ بدمزاج ہو۔ پڑھوسی اس سے تنگ ہوں ایسے نمازیوں کے لئے لیے ہلاکت ہے۔ کوئی بندہ استعمال کی چیز مانگ لے تو منہ چڑھا لے۔ ایسا شخص کبھی قرب نہیں پاتا۔ لہذا ہر بندہ اپنے اندر دیکھے کہ اس میں غصے کے وقت نرمی دکھانے کی طاقت ہے یا نہیں اگر ہے تو روحانیت کی دوسری منزل کو پالیا اگر نہیں تو پھر یہ صفت پیدا کرے اور اللہ کے قرب کی ایک اور سیڑھی چڑھے۔

(3) روحانیت کی تیسری نشانی یہ ہے کہ بندہ اپنے دشمنوں کی بھی خیر چاہتا ہے۔ ان کے لیے بھی بھلائی چاہتا ہے۔ جیسے ایک بزرگ دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ میرے دینی دشمنوں کو (یعنی کافروں کو) بھی ہدایت عطا فرما اور میرے دنیاوی دشمنوں کو بھی ہدایت عطا فرما۔ اور ان کو دین و دنیا کی نعمتیں عطا فرما۔ یعنی بندہ ہر وقت کوشاں رہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو دوزخ کے عذاب سے بچائے۔ انہیں رب تعالی کی محبت بتائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بتائے تا کہ یہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو جائیں۔ یعنی اپنے تو دوست تو دشمنوں کے لیے بھی بھلا چاہے۔ اگر کسی کو یہ کیفیت دائمی طور پر مل جائے تو وہ قرب الہی کی ایک اور سیڑھی چڑھ چکا اور روحانی بلوغت کی طرف بڑھ رہا ہے۔

(4) روحانی بلوغت کی کی چوتھی نشانی یہ ہے کہ جب کسی چیز کی خود کو بھی ضرورت ہو اور دوسرے کو بھی ضرورت ہو ہو تو اس کو ترجیح دے۔ یہ اللہ تعالی کی دوستی کی نشانی ہے۔ہم جب اللہ کی راہ میں دیتے ہیں تو جیب میں ہاتھ ڈالتے ہیں کہیں بڑا نوٹ نہ نکل آئے اور کچھ لوگوں کی کیفیت یہ ہے کہ اگر اللہ نے انہیں بہت دیا پھر بھی دوسرے کو دینے کا جی نہیں کرتا۔فرمایا یہ ابھی روحانی طور پر بچے بھی نہیں ہیں۔ اصل روحانیت یہ ہے کہ خود کو بھوک لگی ہے اور دوسرے کو بھی بھوک لگی ہے مگر اس کے باوجود دوسرے کی بھوک کو اپنے اوپر ترجیح دے۔اگر یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو سمجھ لو کہ وہ قرب الہی کی ایک اور منزل ل تہہ کر چکا۔

(5) پانچویں نشانی یہ ہے کہ جب بندہ غلطی کرتا ہے تو اسے ماننے اور معافی مانگنے کے لئے فوراتیار ہو جائے۔اپنی غلطی کو فوراًدرست کر لے ۔فوراًغصے میں نہ آجائےَ اگر غلطی نہ بھی ہو پھر بھی معافی مانگنے کے لیے تیار رہو جائے۔جیسے امام زین العابدین ایک دن مسجد سے نکلے تو ایک شخص نے کہا آپ زین العابدین ہیں۔(یعنی عبادت گزاروں کی زینت) فرمایا! پس لوگوں نے نے میرا نام رکھ دیا ہے۔کہنے لگا آپ تو عبادت گزاروں کے نام پر پر دھبہ ہیں اور آپ فلاں ہیں، آپ فلاں ہیں۔یعنی برا بھلا کہنے لگا تو امام زین العابدین جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں آپ نے فرمایا بھائی جو تم نے میرے عیب بیان کیے وہ کم ہیں جن پر اللہ پاک نے پردہ رکھا ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔ لہذا تیرا شکر یہ کہ تو نے مجھے میرے عیبوں پر پر مطلع کیا۔آپ نے اس کو کچھ رقم بھی عطا فرمائی۔اس نے آپ کا اخلاق دیکھا تو کہنے لگا آپ واقعتاً عبادت گزاروں کی زینت ہیں۔ اس کے باوجود غلطی مان لینا جب کہ وہ غلطیاں یا عیب جو ان میں نہ تھے پھر بھی اس کو رقم دی اور شکریہ ادا کیا۔یہ روحانی بلوغت کی علامات میں سے ہے۔قربِ الہی کی ایک اور منزل تب حاصل ہو گی کہ کوئی غلطی پر متنبہ کرے تو سمجھے کہ مجھ میں اس سے بھی زیادہ عیب ہیں، غلطیاں موجود ہیں۔پھر بندہ روحانی بالغ ہو گا۔

(6) چھٹی نشانی یہ ہے کہ جب اس کی کوئی تعریف کرے تو سمجھے کہ یہ مجھ میں نہیں۔یہ بندہ اچھا ہے ہے میرے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہے۔میں تو اس قابل نہیں۔میرے اندر تو فلاں فلاں عیب ہیں۔اپنی تعریف پر اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھے بلکہ اپنے عیبوں کو یاد کرے۔جیسے امام اعظم ابوحنیفہ جو کہ فقہ کے بھی امام ہیں، زہد کے بھی امام ہیں۔آپ کی ایک دن ایک بندہ تعریف کرنے لگا تو آپ رونے لگے کسی نے پوچھا کہ وہ آپ کی کی تعریف کر رہا ہے اور آپ رو کیوں رہے ہیں۔فرمایا میں اللہ کے کرم اور اس کی محبت میں رو رہا ہوں کہ اس نے میری اچھائیاں تیرے سامنے رکھیں اور میرے عیبوں کو تجھ سے چھپا کر رکھا۔تو چھٹی نشانی یہ ہے کہ جب کوئی اس کی تعریف کرے تو سمجھے کہ یہ مجھ میں نہیں ہے۔یہ مسلمانوں کا حسنِ ظن ہے۔اس کی اچھی سوچ ہے۔میں ایسا نہیں ہوں۔یہ روحانی بلوغت کی ایک اہم علامت ہے۔

(7) ساتویں نشانی یہ ہے کہ بندہ ہر وقت اللہ کی حضوری میں رہتا ہو۔یعنی ان تین خیالوں میں میں گم رہتا ہو کہ اللہ پاک میرے ساتھ ہے، اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔اللہ پاک سن رہا ہے۔کوئی بندہ کاروبار کرتا ہے ہے تو اللہ رب العزت کو بھی اس میں میں شریک کر دے۔اللہ پاک کا

حصہ اس میں شامل کر دے تو کبھی نقصان نہیں ہو گا کیونکہ اللہ پاک اس کے ساتھ ہے۔ جب یہ خیال پختہ ہو جاتا ہے تو بندہ فوراً اللہ پاک سے سے کوئی رہنمائی مانگے گا تو جلد رہنمائی مل جائے گی۔ اللہ پاک اس کے ذہن میں بات ڈال دیں گے۔ گویا اللہ کی حضوری میں رہنا یہ روحانیت کا انتہائی اہم ستون ہے۔ اگر کسی کو یہ پختہ یقین ہو جائے کہ اللہ میرے ساتھ ہے، دیکھ رہا ہے، سن رہا ہے، تو انسان روحانی بلوغت کو جلد پا سکتا ہے۔

(8) آٹھویں نشانی یہ ہے کہ جو اس سے تعلق توڑتا ہے اس سے یہ تعلق جوڑتا ہے۔ کوئی تمہاری دعوت پہ نہیں آتا تم جاؤ۔ وہ ہمارے جنازے میں نہیں آتا تم اس کے جنازے میں جاؤ۔ اور وہ تمہارے ساتھ ناراضگی رکھتا ہے تم اس سے خیر و عافیت دریافت کرو۔ وہ تمہیں محروم کرتا ہے تم اسے دو۔ پس یہ سمجھ کر کے سب بندے اللہ رب العزت کے عیال (یعنی گھر والے) ہیں۔ جیسے کہ حدیث پاک میں ہے۔ ''اور اللہ کی رِضا مخلوق کی خدمت میں ہے''۔ یہ سوچ کہ یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہے کہیں تعلق توڑنے کی وجہ سے نبی علیہ الصلاۃ والسلام ناراض نہ ہو جائیں۔ یہ کام بظاہر آسان تو نہیں۔ کسی بندے سے سو نفل پڑھوا دیں پڑھ لے گا مگر ناراضگی والے گھر نہ جائے گا۔ یہ بندہ روحانی بالغ نہیں ہوتا۔ اس لیے امت سے تعلق قائم رکھتا ہے کہ اپنے آپ کو اور حضور کی امت کو دوزخ کی آگ سے سے بچا لے۔ یہی سب سے بڑی خدمتِ خلق ہے۔

(9) نویں نشانی یہ ہے کسی کی طرف سے برائی آئی مگر اس کی طرف سے اچھائی جائے۔ جیسے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ی رحمۃ اللہ علیہ آپ ایک راستے سے گزر رہے تھے کہ کچھ بچے راستے میں ایک بیری کے درخت کو پتھر مار رہے تھے۔ وہ پتھر بیرا اتارنے کے لیے مار رہے تھے لیکن وہ پتھر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ماتھے پہ پڑا تو خون نکلنا شروع ہو گیا۔ آپ نے خون صاف کیا اور اللہ کی بارگاہ میں دعا کی کی ''یا اللہ! اس بچے کو اپنا ولی بنا دے جس نے پتھر مارا''۔ ساتھیوں نے کہا حضرت ہم روزانہ آپ کے ساتھ رہتے ہیں آپ نے ہمارے لیے یہ دعا نہ کی۔ بچے نے پتھر مارا تو آپ نے اس کے لئے ولی ہونے کی دعا کی؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بھائی دیکھو وہ بیری کو پتھر مارے تو وہ اسے پھل دیتا ہے اور مجھے پتھر لگے تو میں اسے بددعا دوں۔ ہمارے بیر تو یہ ہیں کہ یہ اللہ کا ولی بنے۔ تو یہ بات ہے کہ کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دو۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے دشمن تھے یزیدی۔ آپ پھر بھی انہیں فرما رہے تھے کہ میرے خون سے اپنے ہاتھ نہ رنگو۔ دوزخ سے بچ جاؤ۔ اس وقت بھی بھلائی کرتے رہے۔ یہ روحانی بلوغت کی نویں علامت ہے کہ بندہ برائی کا بدلہ اچھائی سے دے۔

(10) دسویں نشانی یہ ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اس سے بہتر دوسروں کے لئے لیے پسند کرے۔ جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ پانچ درہم لے کر بازار گئے کچھ سامان خریدنے کے لیے۔ تو دوکاندار نے آپ کو پہچان لیا کہ آپ امیر المومنین ہیں۔ اس نے کہا امیر المومنین آپ جو چاہیں پسند کریں آپ کو انتہائی رعایت میں دیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! میں تم سے سودا نہیں خریدوں گا کیونکہ تو نے مجھے

پہچان لیا۔ میں اپنی ولایت کو بیچ نہیں سکتا کہ تو میری وجہ سے کم نفع کمائے۔ سبحان اللہ! جیسے ہم اپنے لیے عزت پسند کرتے ہیں تو دوسرے کو بھی عزت دیں۔ اپنے لئے جنت مانگیں تو دوسرے کے لئے بھی جنت مانگیں۔ ہمیں کوئی گالی دے تو ہم پسند نہیں کرتے تو دوسرے کو گالی بھی نہ دیں۔ الغرض ہر وہ چیز جو اپنے لیے پسند کرے اس سے بھی بہتر دوسرے کے لیے پسند کرے۔ اگر یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو ایک اور روحانی منزل تہہ ہو گئی۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا! ''قیامت والے دن مانگنے والا شخص اس حالت میں اٹھے گا کہ اس کے چہرے پر پر گوشت نہ ہوگا اور دنیا میں یہ عذاب ہوگا کہ اس کی محتاجی ختم نہیں ہوگی''۔ لہذا جیسے بندہ خود مانگنا پسند نہیں کرتا تو دوسرے کی بھی عزت نفس کا خیال رکھے گے۔

(11) گیارہویں نشانی یہ ہے اگر دوسرے سے غلطی ہو جائے تو عذر یہ تلاش کرے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی بندے نے فلاں وقت آپ کے پاس آنا تھا وہ لیٹ ہو گیا تو بجائے اس کے کہ وہ کوئی بہانہ پیش کرے تو آپ پہلے ہی اس کی طرف سے سے بہانا پیش کر دیں تا کہ وہ شرمندگی سے بچ جائے۔ اللہ کا ولی اگر کسی سے غلطی ہو تو اس کی طرف سے خود عذر بنا لیتا ہے تا کہ وہ شرمندہ نہ ہو۔ اس کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو جیسے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ کو کنویں میں پھینکا، والد سے جدا کیا مگر جب یوسف علیہ السلام بادشاہ بنے تو کہا تم تو مجھ سے جدا نہیں ہوئے بلکہ شیطان نے ہمارے درمیان جدائی ڈالی۔ تم ایسے تو نہیں ہو۔ یعنی بجائے اس کے بھائی عذر پیش کرتے آپ نے خود عذر بنایا تا کہ وہ شرمندہ نہ ہوں۔ اسی طرح ایک اور مثال ہے حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک عورت آئی مسئلہ پوچھنے کے لئے تو بیٹھے بیٹھے اس کی کی ریح خارج ہو گئی۔ تو اسے بہت شرمندگی ہونے لگی۔ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرمندگی کو دور کرنے کے لیے اپنے آپ کو بہرا ظاہر کیا۔ کان پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے اے عورت ذرا اونچا بولو! اس طرح اس عورت کی شرمندگی دور ہو گئی۔ پھر ساری زندگی حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنے آپ کو بہرہ ظاہر کرتے رہے۔ حتی کہ آپ کا نام ہی اصم پڑ گیا جس کا معنی ہے ''بہرا'' اگر یہ کیفیت مل جائے کہ دوسرے کا عذر خود تلاش کرے اور اسے شرمندگی سے بچائے تو سمجھے کہ قربِ الٰہی کی ایک اور سیڑھی تہہ ہو گی۔

(12) بارہویں نشانی ہے کہ ہر ایک کے بارے میں اچھا گمان رکھے۔ اگر کسی بات کہ دو رخ ہوں، دو پہلو ہوں۔ اچھا بھی ہو اور برا بھی ہو تو وہ اچھے پہلو کو گمان کرے۔ یوں کہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس نے اس پہلوں سے کہا ہو یعنی اچھا پہلوں نکالے۔ آپ کو ہر وقت اچھا گمان رکھنا ہے۔ کسی کی برائی کو دیکھ کر اپنی اچھائی نہ چھوڑنا جیسے ایک بزرگ کسی چشمے کے پاس بیٹھے تھے تو ایک بچھو دکھائی دیا کہ وہ پانی میں گرا ہے ہے۔ آپ نے اسے ہتھیلی پر رکھا اور باہر نکالا۔ اس نے ساتھ ہی آپ کی ہتھیلی پر ڈنگ مار دیا پھر چشمے میں گر گیا۔ دو تین بار نکالا تو اس نے نے پھر ڈنگ مارا۔ کسی نے پوچھا کہ وہ آپ کو ڈنگ مار رہا ہے تو آپ پھر بھی اسے بچا رہے ہیں۔ تو بزرگ نے فرمایا! کیا میں اس کی برائی دیکھ کر اپنی اچھائی چھوڑ دوں۔ گویا کوئی برائی کرے یا برا گمان رکھے آپ نے اچھا گمان رکھنا ہے اور اچھائی کرنی ہے۔ اس طرح روحانیت کی اگلی سیڑھی تہہ ہو جائے گی اور بندہ روحانی طور پر بالغ ہو جائے گا۔

☆ ☆ ☆